بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیاتھا ۱۱۸ | سُوۡرَةُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ مَكِّيَّةٌ ۲۳ | رکوعاتھا ٦

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۃ المومنون مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، امام شافعی، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں صبح کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مومنون کو شروع سے پڑھا یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی کی تکلیف ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔ (1)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱

"بیشک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے"۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، عقیلی، حاکم جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہد کی بھنبھناہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب منہ کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے اللہ! ہم میں اضافہ فرما، ہمیں کم نہ کر، ہمیں عزتوں سے نواز، ہمیں ذلیل و رسوا نہ کر، ہمیں عطا فرما، ہمیں محروم نہ کر، ہمیں فضیلت عطا فرما، کسی اور کو ہم پر فضیلت نہ دے اور ہمیں اپنی رضا سے نواز۔ پھر کہا مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں، جس نے ان پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہو گیا پھر سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔ (2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام نسائی، ابن منذر، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت یزید بن بابنوس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کے اخلاق قرآن تھے۔ پھر فرمایا تو سورۂ مومنون پڑھتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ دسویں آیت تک

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی صلوٰۃ الصبح، جلد 2، صفحہ 73 (2710)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، باب الدعاء بالتکبیر، جلد 1، صفحہ 717 (1961)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

پہنچیں۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اسی طرح کے تھے۔(1)

امام ابن عدی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا، اپنے دست قدرت سے اس کے درخت لگائے اور انہیں فرمایا بولو۔ تو انہوں نے یہ کلمات قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ادا کئے۔(2)

امام طبرانی نے السنن میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کعب نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے صرف تین چیزیں تخلیق کی ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، تورات کو دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر جنت عدن سے فرمایا۔ کچھ بولو۔ تو جنت عدن نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی صورت میں کلام کیا کیونکہ وہ اس میں موجود عزت وشرف سے آگاہ تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باغ عدن کو لگایا تو اس باغ کی طرف دیکھا اور فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اسی کے بارے میں قرآن حکیم میں نازل فرمایا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کرنے والے سعادت مند ہو گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اُفْلِحَ کو مجہول کا صیغہ پڑھتے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اَفْلَحَ کو معروف کا صیغہ پڑھتے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی کے بارے میں سوال عرض کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما: نے فرمایا وہ کامیاب وسعادت مند ہوئے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

فَاعْقِلِیْ اِنْ کُنْتِ مَا تَعْقِلِیْ   وَلَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ کَانَ عَقَلَ

''سمجھ اگر تو سمجھنے والی ہے، یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے سمجھا''

الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 426 (3481)، دارالکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، (3480)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 5، داراحیاء التراث العربی بیروت   4۔ ایضاً   5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

"وہ (ایمان والے) جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں"۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے سنن میں حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو دائیں بائیں دیکھتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعد میں حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ حالت نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات قَدْ اَفْلَحَ...... خٰشِعُوْنَ کو نازل فرمایا۔ انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اس کے بعد حالت نماز میں اپنی نظریں نہ اٹھائیں اور نہ ہی دائیں بائیں متوجہ ہوئے۔(2)

امام عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کبھی کبھی حالت نماز میں کسی چیز کی طرف دیکھتے اور اپنی نظر اٹھاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔ ابن سیرین کہتے ہیں: اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں اپنی عقل سے نہ جان سکتا کہ اس آیت کا کیا معنی ہے؟(3)

امام ابن مردویہ، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے۔ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنی نمازوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی نظروں کو سجدوں کی جگہ رکھتے اور یہ جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہے۔ وہ دائیں بائیں متوجہ نہ ہوتے۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور یہ کہ تو اپنے پہلو کو بندۂ مومن کے لئے نرم کر دے اور تو نماز میں کسی کی طرف متوجہ نہ ہو۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب رفع الرجل بصرہ الی السماء، جلد 2، صفحہ 165 (2268)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 426 (3483)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ڈرنے والے اور پر سکون ہوتے ہیں۔(1)

امام حکیم ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ عرض کی گئی نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا بدن میں خشوع ہو اور دل میں نفاق ہو۔(2)

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت ابودرداء سے روایت نقل کی ہے، کہا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ سوال کیا گیا نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا تو جسم کو خشوع والا پائے جبکہ دل میں خشوع نہ ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دل میں خشوع سے مراد خوف اور نماز میں اپنی آنکھوں کو جھکانا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور وہ نماز میں خاموش رہتے ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی آنکھوں کو جھکاتے ہیں اور تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد نماز میں پر سکون رہنا ہے۔(7)

امام ابن مبارک، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد اس میں خاموش رہنا ہے(8)۔ ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے گویا کہ وہ ایک لکڑی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا اس سے مراد نماز میں خشوع ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا وہ حضرت ام رومان سے (جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ام رومان نے کہا مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ میں نماز میں ایک طرف جھکتی ہوں تو انہوں نے مجھے سخت جھڑکا، قریب تھا کہ میں نماز چھوڑ دیتی۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے اعضاء کو پر سکون

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریا، جلد 5، صفحہ 364 (6967)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 176، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 6

7۔ ایضاً

8۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

رکھے۔ یہودیوں کے مائل ہونے کی طرح نہ جھکے کیونکہ نماز میں اعضاء کا پرسکون ہونا نماز کے کمال میں سے ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے۔ فرمایا اگر اس کا دل خشوع والا ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خشوع کرتے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ تو اپنی نظر سجدے کی جگہ رکھے۔

ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا یہ جھپٹ مارنا ہے۔ جیسے شیطان بندے کی نماز سے جھپٹ مارتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیماری کی حالت میں کہا مجھے بٹھاؤ مجھے بٹھاؤ۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ فرمایا تم میں سے کوئی بھی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔ اگر وہ مجبور ہو تو یہ اس نماز میں ایسا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض نہیں کی۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب تو نماز پڑھتا ہے تو تیرا رب تیرے سامنے ہوتا ہے جبکہ تو اس سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔ عطاء نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو کس طرف متوجہ ہوتا ہے؟ جس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے میں اس سے تیرے لئے بہتر ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا: نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں۔ اگر نفلی نماز میں تم مغلوب ہو جاؤ تو فرضی نماز میں تم کسی صورت مغلوب نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے مگر جب اسے حدث لاحق ہو جائے یا وہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن منقذ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جب بندہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جو تیری دائیں جانب ہے یا بائیں جانب ہے اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 184، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 167 (3278)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا، فرمایا: یہ وہ اوقات ہیں جن میں علم اٹھالیا جاتا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کی جسے ابن لبید کہتے: یارسول اللہ! ﷺ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ کتابوں میں ثبت ہوگا اور دلوں نے اسے یاد کیا ہوگا؟ فرمایا میں تجھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار سمجھتا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے یہود و نصاری کی گمراہی کا ذکر کیا جبکہ ان کے پاس کتابیں تھیں۔ پھر میں شداد بن اوس سے ملا اور ان سے یہ بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا: عوف نے سچی بات کی، کیا میں تجھے اس کے اول کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا وہ خشوع ہے یہاں تک کہ تو کسی خشوع کرنے والے کو نہ دیکھے گا۔ (1)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، فرمایا یہ وہ اوقات ہیں جن میں لوگوں سے علم اچک لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ زیاد بن لبید نے کہا یارسول اللہ! ﷺ یہ علم ہم سے کیسے اچک لیا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں گے۔ فرمایا اے زیاد! تیری ماں تجھ پر روئے، میں تجھے مدینہ طیبہ کے فقہاء میں سے شمار کرتا تھا، یہ تورات، انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں۔ انہوں نے تو انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔ میں عبادہ بن صامت سے ملا، میں نے اسے کہا کیا تو وہ نہیں سنتا جو تیرا بھائی ابو درداء کہتا ہے؟ میں نے اسے سب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا وہ سچ کہتا ہے، اگر تو چاہے تو تمہیں بتاؤں کہ سب سے پہلے کونسی چیز لوگوں سے اٹھائی جائے گی؟ وہ خشوع ہے، ممکن ہے وہ مسجد میں داخل ہو اور وہاں کسی کو بھی خشوع کرنے والا نہ پائے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، فرمایا دین میں سے سب سے پہلے جس چیز کو تم گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور سب سے آخر میں جس چیز کو تم گم کرو گے وہ نماز ہے۔ تم اسلام کے مضبوط حلقوں کو ایک ایک کر کے توڑو گے۔ عورتیں نماز پڑھیں گی جبکہ حائضہ ہوں گی، تم سابقہ لوگوں کے راستہ پر برابر، برابر چلو گے، تم ان کے راستہ پر نہ چلو اور نہ ہی وہ تمہیں غلط راستہ پر ڈال سکیں۔ یہاں بہت سارے گروہوں میں سے دو گروہ رہ جائیں گے، ان میں سے ایک کہے گا یہ پانچ نمازیں کیا ہیں؟ ہم سے پہلے لوگ تو گمراہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ (ہود: 114) تین نمازیں پڑھو۔ دوسرا کہے گا مومنوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتوں کے ایمان جیسا ہے، نہ ہم میں کوئی کافر ہے اور نہ ہی منافق، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ ان دونوں فرقوں کو دجال کے ساتھ اٹھائے گا۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیسر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کچھ وہ ہیں

1۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 178 (337)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 179 (338)
3۔ ایضاً، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 516 (8448)

marfat.com
Marfat.com

جو مکمل نماز پڑھتے ہیں، کچھ نصف، کچھ تیسرا حصہ، کچھ چوتھا حصہ پڑھتے یہاں تک کہ دسویں حصے تک کا ذکر کیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ جو نماز میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ پلٹیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نمازوں میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں؟ اس معاملہ میں حضور ﷺ نے سختی فرمائی یہاں تک کہ فرمایا وہ اس سے رک جائیں یا ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وہ لوگ جو نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ لوٹیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے کوئی ڈرتا نہیں جو اپنی نظر نماز کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھاتا ہے کہ اس کی نظر اس کی طرف واپس نہ لوٹے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

"اور وہ جو ہر بیہودہ امر سے منہ پھیرے ہوتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے اور ان کنیزوں کے جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں تو بیشک انہیں ملامت نہ کی جائیگی اور جس نے خواہش کی ان دو کے سوا تو یہی لوگ حد سے بہت زیادہ تجاوز کرنے والے ہیں نیز وہ (مومن بامراد ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ لغو سے مراد باطل ہے۔(4)

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو سے مراد معاصی (گناہ) ہیں۔(5)

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 427، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 181، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ صحیح بخاری، باب رفع البصر الی السماء، جلد 1، صفحہ 103، کارخانہ تجارت کتب کراچی

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ کی قسم! ان کے پاس اللہ کا ایسا حکم آیا جس نے انہیں باطل سے بچالیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ کا مطلب ہے وہ مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے جماع کرنے پر ان کی ملامت نہیں کی جاتی، جس نے بیویوں سے ہٹ کر اپنی عورتوں سے خواہش نفس کو پورا کرنا چاہا جوان پر حلال نہ تھیں تو وہی دین میں سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے معاملات میں امانت دار ہیں اور اپنے وعدوں کی رعایت اور حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ سے مراد اس کی بیوی اور مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے مراد اس کی لونڈی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تم پر ہر شرمگاہ حرام ہے مگر دو شرمگاہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے حلال سے تجاوز کیا وہ حرام تک جا پہنچا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زنا کی خواہش کرنا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے اور تمہارے درمیان ثالث کتاب اللہ ہے پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ جس نے اس عورت سے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے عقد نکاح میں دیا یا اس کی ملک میں دیا، سے علاوہ کی خواہش کی تو اس نے حد سے تجاوز کیا۔

امام عبدالرزاق اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی حرمت قرآن میں پاتا ہوں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔ (1)

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے خواہش پوری کی، اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا گیا۔ حضرت عمر نے اس عورت سے پوچھا اس عمل پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ تو اس عورت نے کہا میں نے یہ خیال کیا تھا کہ غلام میں سے میرے لئے وہ حلال ہے جو مردوں کے لئے لونڈی میں سے حلال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا۔ صحابہ نے عرض کی اس نے کتاب اللہ کا وہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب المتعہ، جلد 7، صفحہ 401 (14114)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

معنی کیا ہے جو اس کا معنی نہیں بنتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس کے بعد میں تجھے کسی آزاد کے لئے کبھی حلال نہیں کروں گا۔ گویا اس عورت کو سزا دی اور اس عورت سے حد کو ساقط کر دیا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ اسکے قریب نہ جائے۔ (1)

امام عبدالرزاق نے ابوبکر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ایک عورت اپنے رومی غلام کے ساتھ حاضر ہوئی، اس نے عرض کی میں نے اس سے خواہش پوری کرنی چاہی تو میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے روک دیا جبکہ میری حیثیت اس مرد جیسی ہے جس کی ایک لونڈی ہوتی ہے تو وہ اس سے وطی کرتا ہے۔ میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے اس امر سے روک دیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا اس سے قبل تو نے یہ عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا جی ہاں، فرمایا اللہ کی قسم! اگر تجھ میں جہالت کا عنصر نہ ہوتا تو میں تمہیں پتھروں سے رجم کر دیتا۔ (2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی لونڈی خاوند کے لئے حلال کی تھی۔ فرمایا تیرے لئے صرف ایک شرمگاہ حلال ہے، چاہو تو بیچ دو چاہو ہبہ کر دو، چاہو تو آزاد کر دو۔ (3)

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: میری ماں کی ایک لونڈی ہے، اس نے وہ لونڈی میرے لئے حلال کر دی ہے کہ میں اس سے اپنی خواہش پوری کروں، فرمایا وہ لونڈی تیرے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ تو اسے خرید لے یا وہ تجھے یہ لونڈی ہبہ کر دے۔ (4)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب مرد کی بیوی، اس کی بیٹی یا اس کی بہن اس کے لئے اپنی لونڈی حلال کر دے تو وہ اس سے وطی کرے جبکہ یہ لونڈی حلال کرنے والی عورت کی ہی ہوگی۔ (5)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ کھانے میں سے حلال کرنا ہے، اگر اس لونڈی نے بچہ جنا تو اس کا بچہ اس مرد کا ہوگا جس کے لئے اسے حلال کیا گیا تھا جبکہ وہ لونڈی پہلے خاوند کی ہوگی۔ (6)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی لونڈی، اپنے غلام، اپنے بیٹے، اپنے بھائی اور اپنے باپ کے لئے جبکہ عورت اپنی لونڈی اپنے خاوند کے لئے حلال کرتی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مالک اپنی لونڈی اپنے مہمان کے ہاں بھی بھیج دیتا تھا۔ (7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شرمگاہ کو عاریۃً نہیں دیا جا سکتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شرمگاہ کو ادھار پر نہیں دیا جا سکتا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب العبد ینکح سیدتہ، جلد 7، صفحہ 164 (12873)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب الرجل یحل امتہ للرجل، جلد 7، صفحہ 165 (12876)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 169 (12902)

4۔ ایضاً، (12903)

5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 (12907)

6۔ ایضاً (12906)

7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 169 (12905)

marfat.com
Marfat.com

کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ وہ وضو، اوقات، رکوع اور سجود کی نگہبانی کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں یُحَافِظُوْنَ کا جو ذکر ہے اس سے مراد ہے کہ وہ نماز کے اوقات کا خیال رکھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اکثر نماز کا ذکر فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ ﴿۲۳﴾ (المعارج) وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ فرمایا اس سے مراد نماز کے اوقات کا خیال رکھنا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس سے مراد نماز کا ترک کرنا لیتے، فرمایا نماز کا ترک کرنا تو کفر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نماز سے مراد فرض نماز ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز سے مراد فرض نماز ہے۔

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾

"یہی لوگ وارث ہیں جو وارث بنیں گے فردوس (بریں) کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وارثوں سے مراد جو اپنے گھروں اور اپنے بھائیوں کے گھروں کے مالک بنتے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے جو ان کے لئے تیار کئے گئے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک آدمی کے دو گھر ہیں، ایک گھر جنت میں اور دوسرا گھر جہنم میں ہے۔ جب وہ مر جائے اور جہنم میں داخل ہو جائے تو جنتی اس کے گھر کے مالک بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بنت نضر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کا بیٹا حارث بن سراقہ غزوۂ بدر میں شہید ہو گیا تھا۔ اسے ایک اجنبی تیر لگا تھا۔ اس نے عرض کی مجھے حارثہ کے بارے میں بتاؤ، اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں، اگر وہ جنت میں نہیں تو میں اس کے لئے دعا میں کوشش کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت میں کئی جنتیں ہیں جبکہ تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنت کا ربوۃ (بلند جگہ) درمیانی اور افضل ترین حصہ ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 413، دارالکتب العلمیہ بیروت   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 10

marfat.com
Marfat.com

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں۔ پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں کو گوشت۔ پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا، پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے پھر یقیناً تم ان مرحلوں سے گزرنے کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر بلاشبہ تمہیں روز قیامت (قبروں سے) اٹھایا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی تخلیق نطفہ سے ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جب تو اسے اپنے ہاتھ میں لے تو اس کا پانی تیری انگلیوں سے نکل جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی کے جوہر سے نکالا گیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سُلٰلَةٍ سے مراد رقیق (پتلا) پانی کا جوہر ہے جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنْ سُلٰلَةٍ کا معنی حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ بے شک موسم سرما میں دل نرم ہوتے ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور ان کی اولاد کو حقیر پانی سے پیدا کیا گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نطفہ جب رحم میں گرتا ہے تو جسم کے ہر بال اور ناخن میں اتر جاتا ہے، چالیس دن تک اسی طرح رہتا ہے پھر رحم میں آ جاتا ہے اور علقہ بن جاتا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وہ نطفہ جس سے بچہ جنم لیتا ہے اس کی وجہ سے تمام اعضاء اور رگوں میں کپکپی طاری ہوتی ہے۔ جب وہ نکلتا ہے تو رحم میں جا گرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 12　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت ابن عباس سے عزل کے بارے میں پوچھا، فرمایا: جاؤ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھو۔ پھر میرے پاس آؤ اور مجھے آکر بتاؤ۔ انہوں نے پوچھا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ چھوٹی قسم کا زندہ درگور کرنا ہے اور یہی آیت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ پڑھی۔ پھر کہا یہ زندہ درگور کی جانے والی چیز میں سے کیسے ہو سکتا ہے جب تک اس پر پیدائش نہ گزرے۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔ (2)

عبد الرزاق نے حضرت ابن مسعود سے عزل[1] کے بارے میں روایت نقل کی ہے، فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عَظْمًا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے۔ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عَظْمًا فَكَسَوْنَا الْعَظْمَ لَحْمًا پہلی عظم واحد اور دوسری جگہ جمع کا صیغہ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے عظما کو الف کے بغیر اور دوسرے کو واحد پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی یہ تعبیر کی ہے کہ اس میں پھر روح پھونکی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں روح ڈالی۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اس کی جوانی مکمل ہو جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خلق آخر سے مراد ہے کہ اس کے دانت اور بال بنائے۔ ان سے عرض کی گئی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا اس کے سر پر بال نہیں ہوتے؟ فرمایا زیر ناف اور بغل کے بال کہاں ہوتے ہیں؟

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب العزل، جلد 7، صفحہ 113 (12621)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضا، جلد 7، صفحہ 115 (12630)
3۔ ایضا، (12631)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 15

1۔ عزل سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرے یا اپنی لونڈی سے خواہش پوری کرے تو جب مادہ منویہ خارج ہونے لگے تو وہ اسے عورت کے رحم میں نہ ٹپکائے بلکہ آلہ تناسل کو باہر نکال لے اور اسے باہر خارج کرے۔ لونڈی کے بارے میں تو فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی مرد ایسا کر سکتا ہے۔ جہاں تک آزاد بیوی کا تعلق ہے تو اس میں بیوی کی رضامندی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یوں استدلال کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے جب کہ زمانہ وحی کے نازل ہونے کا تھا۔ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو قرآن میں کوئی آیت نازل ہو جاتی (نخبۃ الفکر مرفوع حکمی) صاحب ہدایہ نے کتاب النکاح میں کسی کی لونڈی سے شادی کرنے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ایک جزئی لکھی: له ان لا يحصل الاصل فيكون له ان لا يحصل الوصف کہ خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اصل کو حاصل نہ کرے تو اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ وصف کو حاصل نہ کرے۔ یہاں اصل حاصل نہ کرنے کا اشارہ عزل کرنے کی طرف ہے۔

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ.........خَلْقًا اٰخَرَ۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ کے کلمات اپنی زبان سے ادا کیے۔ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس آیت کا اختتام اسی طرح ہوا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے کلمات ادا ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تو نے پانی کو حکم دیا وہ ہوا میں جم گیا، تو نے اس جمے ہوئے پانی سے سات بنائے اور ان کا نام آسمان رکھا، پھر تو نے پانی کو حکم دیا کہ وہ مٹی پر برسے، مٹی کو حکم دیا کہ وہ پانی سے الگ رہے تو بات اسی طرح ہوئی، تو نے اسے زمین کا نام دیا اور تمام پانی کو بحار (سمندر) کا نام دیا، پھر تو نے پانی سے نابینا آنکھ بنائی اور اسے بصارت عطا کردی، اسی سے بہرے کان بنائے اور انہیں سننے کی صلاحیت عطا کردی۔ مردہ نفوس بنائے اور انہیں زندگی عطا کردی۔ ان سب چیزوں کو تو نے حکم کن سے پیدا فرمایا اس سے ایسی مخلوق بنائی جس کی زندگی پانی سے ہے اور ایسی مخلوق بنائی جو پانی میں صبر نہیں کرسکتی۔ یہ مختلف مخلوق ہے جو مختلف جسموں اور رنگوں میں موجود ہے۔ تو نے اس کی کئی جنسیں بنائیں اور ان کے کئی جوڑے بنائے، کئی اقسام کو تخلیق کیا، جس کو تو نے پیدا کیا اس کو تو نے الہام کیا پھر تو نے مٹی اور پانی سے زمین پر رینگنے والے، قدموں پر چلنے والے جانور اور درندے بنائے فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰۤی اَرْبَعٍ (النور:45) ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک معمولی ہڈی ہیں پھر تو نے اپنی کتاب اور حکمت سے نصیحت کی پھر اس پر لازمی موت کا فیصلہ کردیا پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا جس طرح تو نے اسے پہلی دفعہ زندگی دی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو نے اپنے حکم کن سے اپنی تمام مخلوق تخلیق کی تو وہ مخلوق تیری مشیت کے مطابق پیدا ہوئی پھر تو نے زمین میں ہر قسم کی نباتات کو ایک حکم سے ایک مٹی سے اور ایک پانی سے سیراب کر کے پیدا کیا تو وہ تیرے حکم کے مطابق مختلف کھانوں، مختلف رنگوں، مختلف خوشبوؤں اور مختلف ذائقوں کی صورت میں پیدا ہوئی۔ ان میں سے کچھ میٹھے، کچھ کھٹے، کچھ کڑوے، کچھ خوشبودار، کچھ بدبودار، کچھ بدصورت اور کچھ خوبصورت ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! ہم تیری تخلیق اور تیرے دست قدرت کا کرشمہ ہیں تو نے ہمارے جسموں کو ہماری ماؤں کے رحموں میں شکل وصورت عطا کی، تو نے جیسے چاہا اپنی قدرت سے ہماری صورت بنائی، تو نے ہمارے بنیادی ارکان بنائے، ان میں ہڈیاں بنائیں، ہمارے کان اور آنکھیں تخلیق فرمائیں، پھر اس تاریکی میں ہمارے لیے نور بنایا، اس تنگی میں وسعت بخشی، اس کے منہ میں روح ڈالی۔ پھر تو نے اپنے حکم کے مطابق اپنے فضل سے ہمارے لیے مختلف رزق بنایا۔ اس میں تجھے نہ مشقت ہوئی اور نہ ہی تو نے تھکاوٹ محسوس کی۔ تیرا عرش پانی پر تھا اور ظلمت ہوا پر تھی۔ فرشتے تیرے عرش کو اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ تیری تسبیح بیان کررہے تھے۔ ساری مخلوق تیری مطیع تھی۔ تیرے خوف سے سر جھکائے ہوئے تھی۔ تیرے نور کے سوا کوئی نور دکھائی نہیں دیتا تھا۔ تیری آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ پھر

marfat.com
Marfat.com

تو نے نور کا خزانہ اور ظلمت کا راستہ کھول دیا۔ دونوں رات اور دن ہو گئے جو تیرے حکم سے آگے پیچھے چلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جیسا چاہا جس سے چاہا، وہ اسی طرح تھا جیسے فرمایا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ مٹی اور پانی سے پیدا کیا تو نے اس سے اس کے بال، اس کا گوشت، اس کا خون، اس کی ہڈیاں اور اس کا جسم بنایا۔ یہ اس تخلیق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو بنایا۔ پھر اس میں نفس رکھا۔ اس سے وہ کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے جو جاندار جانتے ہیں اور وہ بچتا ہے جن سے جاندار بچتے ہیں۔ پھر اس میں روح رکھی جس کے ذریعے وہ حق کو باطل سے، ہدایت کو گمراہی سے پہچانتا ہے۔ اس کے ذریعے ڈرتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور چھپتا ہے، علم سیکھتا ہے اور تمام معاملات میں تدبیر کرتا ہے۔ مٹی کی وجہ سے انسان میں خشکی اور پانی کی وجہ سے اس میں تری ہے۔ یہ مخلوق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا آغاز کیا۔ جسطرح اس نے پسند کیا تھا۔ پھر انسانی جسم میں یہ چار چیزیں ودیعت کیں جو مخلوقات کی انواع میں سے ہیں۔ یہی چیزیں اللہ کے حکم سے جسم کی اصل اور جوہر ہیں۔ وہ سوداء، صفراء، خون اور بلغم ہیں۔ انسان میں خشکی اور گرمی نفس کی وجہ سے ہے۔ اس کا مسکن خون ہے، ٹھنڈک روح کی وجہ سے ہے، اس کا مسکن بلغم ہے۔ یہ فطرتیں اعتدال پر ہوں جبکہ ان میں سے ہر ایک چوتھائی حصہ ہے تو وہ کامل جسم اور صحیح جسم ہوگا۔ اگر ان چار میں سے کوئی دوسرے پر زائد ہو جائے تو وہ اس پر غالب آجاتی ہے اور دوسری فطرت میں بیماری پیدا کر دیتی ہے۔ اگر دوسری سے وہ کم ہو جائے تو دوسری اس پر غالب آجاتی ہے تو یہ جھک جاتی ہے اور اپنی طاقت سے کمزور پڑ جاتی ہے اور قوت سے عاجز ہو جاتی ہے تو دوسری کی جانب سے اس میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔ دوا جاننے والا طبیب جسم کی بیماری سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ بیماری کس وجہ سے ہے، کیا زیادتی کی وجہ سے ہے یا کمی کی وجہ سے؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت نقل کی ہے کہ جب نطفہ چار ماہ تک پرورش پالیتا ہے تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو تین تاریکیوں میں اس میں روح پھونکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کا یہی مفہوم ہے، یعنی اس میں روح پھونکی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پیدائش کے بعد وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اس کی دوسری تخلیق کا آغاز اس کا رونا ہے۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ اس کی راہنمائی اس کی ماں کے پستان پر کی۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ وہ بچہ جانے کہ وہ کیسے اپنے پاؤں پھیلائے یہاں تک کہ وہ بیٹھے۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل چلے۔ پھر وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو، پھر وہ چلے، پھر وہ دودھ چھوڑے، پھر وہ سیکھے کہ کیسے وہ پئے اور کیسے کھانا کھائے، یہاں تک کہ بلوغت کی عمر کو پہنچے، پھر وہ شہروں اور ملکوں میں سفر کرے۔ (1)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بالوں کا اگنا ہے، بعض کہتے ہیں: اس سے مراد روح کا پھونکنا ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 15

2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 16

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی بناتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بہترین بنانے والا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بھی بناتے (جبکہ اللہ تعالیٰ بنانے والوں میں سے سب سے بہترین ہے)۔(2)

امام طیالسی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: چار چیزوں میں، میں نے اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ:125) نازل فرمائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ اپنی بیویوں کے لیے حجاب کا حکم دیتے کیونکہ آپ کی خدمت میں نیک اور بدکار حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ (سورۃ الاحزاب:53) نازل فرمائی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کہا اس طرح کے عمل سے رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا تو یہ آیت عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ (سورۃ التحریم:5) نازل ہوئی۔ یہ آیت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ...... خَلْقًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ تو یہ حصہ بھی نازل ہوگیا۔

امام ابن راہویہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت املاء کرائی تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ کو مسکرانے پر مجبور کیا ہے؟ فرمایا اس آیت کا اختتام فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ پر ہوا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر نے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ کے الفاظ زبان سے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کلمات کو نازل فرمایا۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ ﴿17﴾

"اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنا دیے اور ہم اپنی مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے سَبْعَ طَرَآئِقَ کا معنی سات آسمان نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو غفلت کے باعث چھوڑتا تو ان لوگوں کے آثار کو چھوڑتا جن پر ہوائیں چلتی ہیں۔

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 16　2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾

''اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے مطابق پھر ہم نے ٹھہرا لیا اسے زمین میں اور یقیناً ہم اسے بالکل ناپید کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔ پھر ہم نے اگائے تمہارے لیے اس پانی سے باغات کھجوروں اور انگوروں کے، تمہارے لیے ان میں بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو''

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین کی طرف پانچ دریا نازل کیے۔ سیحون، یہ ہند کا دریا ہے، جیحون، یہ بلخ کا دریا ہے، دجلہ، فرات یہ دونوں عراق کے دریا ہیں، نیل، یہ مصر کا دریا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں کو جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ سے جاری کیا۔ جنت کے درجات میں سے سب سے نچلے درجہ سے حضرت جبرئیل امین کے پروں پر نازل کیا۔ جبرئیل امین نے انہیں پہاڑوں کو ودیعت کیا اور انہیں زمین میں جاری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی زندگیوں کے لیے نافع بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل امین کو نازل فرمائے گا تو وہ زمین سے قرآن حکیم، تمام علم، بیت اللہ سے حجر اسود، مقام ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت تمام تر تبرکات کے ساتھ اور ان پانچوں دریاؤں کو اٹھا لے گا اور ان کو آسمان پر لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو زمین والے دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار دریا نازل فرمائے: دجلہ، فرات، سیحون اور جیحون۔ یہی وہ پانی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَنّٰتٍ سے مراد باغات ہیں۔

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

''نیز پیدا کیا ایک درخت جو اگتا ہے طور سینا میں، وہ اگتا ہے تیل لیے ہوئے اور سالن لیے ہوئے کھانے والوں کے لیے۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی زیتون طُوْرِ سَيْنَآءَ سے مراد خوبصورت پہاڑ اور تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ سے مراد

marfat.com
Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دہن اور سالن کی صلاحیت رکھ دی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْنَآءَ سے مراد بابرکت ہے تَنۡۢبُتُ تُثْمِرُ یعنی اگاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شَجَرَةً سے مراد زیتون ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَجَرَةً سے مراد زیتون کا درخت ہے جو تیل کو پیدا کرتا ہے یہ ایسا تیل ہے جو پکایا جاتا ہے، کھانے والوں کے لیے سالن ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْنَآءَ زمین کا نام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طُوْرِ سے مراد پہاڑ اور سَیْنَآءَ سے مراد پتھر ہے۔ ایک لفظ میں وسینا ہے جس سے مراد درخت ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے طور سَیْنَآءَ کا معنی درختوں والا پہاڑ نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ کی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد وہ تیل ہے جو کھایا جاتا ہے اور اسے لگایا جاتا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے تَنۡۢبُتُ بِالدُّهۡنِ وَ صِبۡغٍ لِّلۡاٰكِلِيۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کو بطور سالن استعمال کرتے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سَیْنَاءَ پڑھتے یعنی سین پر زبر اور آخر میں الف ممدودہ اور تَنۡۢبُتُ کو تاء کے نصب اور با کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔

عبد بن حمید نے سلیمان بن عبد الملک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تَنۡۢبُتُ کو تاء کے نصب اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔

وَ اِنَّ لَكُمۡ فِى الۡاَنۡعَامِ لَعِبۡرَةً ؕ نُسۡقِيۡكُمۡ مِّمَّا فِىۡ بُطُوۡنِهَا وَلَـكُمۡ فِيۡهَا مَنَافِعُ كَثِيۡرَةٌ وَّمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ۙ﴿۲۱﴾ وَعَلَيۡهَا وَعَلَى الۡـفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ۙ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتَفَضَّلَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنۡزَلَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 415، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 19،21

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 415 (1963)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 21

5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 22

marfat.com
Marfat.com

مَلٰٓىِٕكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ۚ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

’’اور بیشک تمہارے لیے جانوروں میں بھی غور وفکر کا مقام ہے، ہم پلاتے ہیں تمہیں اس (دودھ) سے جو ان کے شکموں میں ہے اور تمہارے لیے ان میں طرح طرح کے بہت فائدے ہیں اور انہیں (کے گوشت) سے تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے۔ اور ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو آپ نے فرمایا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو نہیں ہے، تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر، کیا تم (بت پرستی کے انجام سے) نہیں ڈرتے؟ تو کہنے لگے وہ سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا ان کی قوم سے کہ نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا، یہ چاہتا ہے کہ اپنی بزرگی جتلائے تم پر اور اگر اللہ تعالیٰ (رسول بھیجنا) چاہتا تو وہ اتارتا فرشتوں کو، ہم نے نہیں سنی یہ بات (جو نوح کہتا ہے) اپنے پہلے آباؤ اجداد میں۔ نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جسے جنون کا مرض ہو گیا ہے، سو انتظار کرو اس کے انجام کا کچھ عرصہ۔ آپ نے عرض کی اے رب! (اب) تو ہی میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔‘‘

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَنْعَامِ کا معنی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری نقل کیا ہے اور کہا مَنَافِعُ سے مراد جو وہ بچے جنتے ہیں ان پر سواری کی جاتی ہے، ان سے دودھ اور گوشت حاصل کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے الْفُلْكِ کا معنی کشتیاں نقل کیا ہے۔

فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾

’’تو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ بناؤ ایک کشتی ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق پھر جب آجائے ہمارا عذاب اور (پانی) ابل پڑے تنور سے تو داخل کر لو اس میں ہر جوڑے میں سے دو دو اور اپنے گھر والوں کو بجز ان کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے ان میں سے اور گفتگو نہ کرنا میرے ساتھ ان کے متعلق جنہوں نے ظلم کیا، وہ تو ضرور غرق کیے جائیں گے۔ پھر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں آپ اور آپ کے ساتھی

marfat.com
Marfat.com

کشتی کے عرشہ پر تو کہنا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم (کے جوروستم) سے۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاسْلُكْ فِيهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے دو جوڑے اس میں رکھ لے۔(1)

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾

''اور یہ بھی عرض کرنا کہ اے میرے رب! اتار مجھے بابرکت منزل پر اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کشتی سے اتارے تو یہ عرض کرنا۔''(2)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مُنْزَلًا کو میم کے نصب اور راء کے جر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دے رہا ہے کہ جب تم سوار ہو تو کیا کہو، جب نیچے اترو تو کیا کہو، جب سوار ہو تو کہو سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿١٣﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾ (الزخرف)

اور بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾ (ہود) اور جب اترو تو یہ کہو: رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿٢٩﴾

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿٣٠﴾

''بیشک اس قصہ میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اور ہم ضرور (اپنے بندوں کو) آزمانے والے ہیں''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ تم سے قبل بھی لوگوں کو آزمایا۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿٣٥﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 25

marfat.com
Marfat.com

"پھر ہم نے پیدا فرمادی ان کے (غرق ہونے کے) بعد ایک دوسری جماعت۔ پھر ہم نے بھیجا ان میں ایک رسول ان میں سے (اس نے انہیں کہا) کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے سوا۔ کیا تم (شرک کے انجام سے) نہیں ڈرتے ہو؟ تو بولے ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اور جنہوں نے جھٹلایا تھا قیامت کی حاضری کو اور ہم نے خوشحال بنادیا تھا انہیں دنیوی زندگی میں (اے لوگو!) نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند۔ یہ کھاتا ہے وہی خوراک جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تم تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم جب مرجاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تمہیں (پھر قبروں سے) نکالا جائے گا؟"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قَرْنًا کا معنی امت نقل کیا ہے۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿٤٠﴾

"یہ بات عقل سے بعید ہے بالکل بعید جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔ نہیں ہے کوئی اور زندگی سوائے ہماری اس دنیوی زندگی کے، یہی ہمارا مرنا اور یہی ہمارا جینا اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ وہ نہیں مگر ایسا شخص جس نے بہتان لگایا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اور ہم تو قطعاً اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس پیغمبر نے کہا میرے رب! اب تو میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عنقریب ہی یہ لوگ اپنے کیے پر نادم ہو جائیں۔"

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ کا معنی بہت دور، بہت دور نقل کیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانا ان کے دلوں میں بہت ہی دور کی بات ہے۔(2)

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿٤٣﴾

"تو پکڑا انہیں حقیقی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں خس و خاشاک بنادیا تو برباد ہو جائے وہ قوم جو ستم شعار ہے۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

ہم نے پیدا فرمائیں ان (کی بربادی) کے بعد کئی قومیں۔ آگے نہیں بڑھ سکتی کوئی قوم اپنی مقررہ میعاد سے اور نہ وہ لوگ پیچھے رہ سکتے ہیں۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں یوں کر دیا جیسے درخت کی بے جان بوسیدہ چیز ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: غُثَآءً کا معنی بوسیدہ چیز ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نہیں بوسیدہ سیاہ خشک خاک کی طرح بنا دیں گے، سیلاب انہیں یوں اٹھائے گا جسطرح قوم ثمود کو اٹھایا تھا۔(3)

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬ بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۵﴾

"پھر ہم بھیجتے رہے اپنے رسول یکے بعد دیگرے، جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا، پس ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے گئے اور ہم نے (ان جابر) قوموں کو افسانے بنا دیا پس خدا کی پھٹکار ہو ایسی قوم پر جو ایمان نہیں لاتی۔ پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور واضح دلیل دے کر۔"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ رسولوں میں سے بعض، بعض کے پیچھے آئے۔ ایک روایت میں بَعْضَهُمْ بَعْضًا کی جگہ بَعْضَهُمْ عَلٰى اَثَرِ بَعْضٍ کے الفاظ ہیں۔(4)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد و قتادہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے(5) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

"فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے بھی غرور و تکبر کیا اور وہ لوگ بڑے سرکش تھے تو انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 30 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 31 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کہا کیا ہم ایمان لے آئیں ان دو آدمیوں پر جو ہماری مانند ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی برباد ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تاکہ (ان کی قوم) ہدایت یافتہ ہو جائے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے رسولوں پر غالب آگئے اور ان کی نافرمانی کی یہی ان کا علو و بلند ہونا تھا اور یہ آیت پڑھی تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا (القصص: 83)(1)

وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ ﴿٥٠﴾

"اور ہم نے بنا دیا مریم کے فرزند اور اس کی ماں (مریم) کو (اپنی قدرت کی) نشانی اور انہیں بسایا ایک بلند مقام پر جو رہائش کے قابل تھا اور جہاں چشمے جاری تھے۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے باپ کے بغیر جنا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اٰيَةً کا معنی عبرت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّ اٰوَيْنٰهُمَاۤ میں ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہیں۔ انہوں نے غوطہ (3) اور اس کے ارد گرد پناہ لی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد ہموار جگہ (4) اور مَعِيْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔ یہی وہ نہر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾ (مریم)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد زمین سے بلند جگہ ہے۔ اس میں نباتات اچھی ہوتی ہے: ذَاتِ قَرَارٍ یعنی سبزہ والی اور مَعِيْنٍ سے مراد پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے رَبْوَةٍ کا معنی مستوية کیا ہے یعنی ہموار اور مَعِيْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد بلند جگہ ہے، یہ بیت المقدس کے لیے استعمال ہوا ہے اور مَعِيْنٍ سے مراد ظاہری پانی ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 32 2۔ ایضاً 3۔ پست جگہ، شام میں ایک جگہ جہاں بہت زیادہ درخت ہیں۔
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 35,36 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 35 6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 36

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ذکر کیا کرتے تھے کہ رَبْوَةٍ سے مراد بیت المقدس ذَاتِ قَرَارٍ سے مراد کثیر پھل والا اور مَعِيْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد مصر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربی (ٹیلے) صرف مصر میں ہیں۔ پانی جب چھوڑا جاتا تو بستیاں ان پر ہوتیں۔ اگر یہ ربی نہ ہوتے تو وہ بستیاں غرق ہو جاتیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد اسکندریہ ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گفتگو کرنے سے رک گئے تھے۔ انہوں نے ابتدا میں کلام کی تھی یہاں تک کہ اس عمر کو پہنچ گئے جس میں نوجوان پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت وفصیح بیان کے ساتھ بولنے کی صلاحیت سے نوازا۔ جب ان کی عمر سات سال تک ہوگئی تو ان کی والدہ نے انہیں ایسے آدمی کے حوالے کر دیا تاکہ ایسے تعلیم دے جیسے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ آدمی انہیں کسی چیز کے بارے میں آگاہ نہ کرتا مگر اس کی تعلیم سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے جانتے ہوتے۔ معلم نے ابو جاد پڑھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ابو جاد کیا ہے؟ معلم نے کہا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تو جانتا ہی نہیں وہ مجھے کیسے پڑھائے گا۔ معلم نے کہا تو پھر تم مجھے پڑھاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ تو معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا مجھ سے پوچھو۔ اسی معلم نے کہا ابو جاد کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا الف سے مراد الاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) باء سے مراد بہاء اللہ (اللہ کا حسن) جیم سے مراد بھجة اللہ وجمالہ (اللہ کی خوب صورتی وجمال) ہے۔ معلم بڑا متعجب ہوا۔ سب سے پہلے جس نے ابو جاد کی تفسیر بیان کی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بچپن میں ہی اللہ کی طرف سے الہام کی وجہ سے عجائب دیکھ لیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی یہودیوں میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پروان چڑھے تو بنو اسرائیل نے انہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ ان کی والدہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف الہام کیا کہ تو مصر کی سرزمین میں چلی جا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً کا یہی مفہوم ہے۔

حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا آیتان نہیں فرمایا جبکہ وہ دو نشانیاں تھے۔ حضرت عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آيَةً فرمایا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تو ہیں لیکن ان کا کوئی باپ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں حضرت مریم کے ساتھ کوئی مرد شریک نہیں تو آیت میں ایک ہوئے رَبْوَةٍ سے مراد مصر کا علاقہ ہے۔(3)

وکیع، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام رازی نے فضائل نبوت میں اور ابن عساکر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ کے بارے میں ہمیں جو خبر دی گئی ہے وہ دمشق ہے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 212، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 215 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203

marfat.com
Marfat.com

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن سنجرہ رحمہ اللہ صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ دمشق ہی مبارک رَبْوَةٍ ہے۔(2)

امام ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ آیت وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ تلاوت کی، پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں ہے؟ صحابی نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شام کا علاقہ ہے جسے غوطہ کہتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے دمشق کہتے ہیں جو شام کا بہترین شہر ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مرہ بہزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رملہ، ربوہ ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رَبْوَةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد فلسطین میں رملہ کا مقام ہے۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی حدیث سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت اقرع بن شفی عکی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری حالت مرض میں نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی میرا خیال ہے کہ اس مرض میں میری موت واقع ہو جائے گی۔ فرمایا "تو باقی رہے گا، یہاں سے تو شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین کے علاقہ میں ربوہ کے مقام پر مدفون ہوگا"۔ چنانچہ یہ حضرت عمر کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور رملہ کے مقام پر مدفون ہوئے۔(7)

ابن عساکر قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رَبْوَةٍ سے مراد درختوں اور دریاؤں والی زمین ہے یعنی دمشق کا علاقہ (8)۔ ایک روایت میں ذات اشجار وانہار کی جگہ ذات اثمار و کثرۃ ماء کے الفاظ ہیں یہ دمشق کا علاقہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۭ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

"اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو، بیشک میں جو تم اعمال کر رہے ہو ان سے خوب واقف ہوں۔ اور یہی تمہارا دین ہے (اور) وہ ایک ہی ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، سو تم ڈرا کرو مجھ سے۔"

امام احمد، امام مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 204، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 34
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 209
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 212
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 213
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207

marfat.com
Marfat.com

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے (اس کا فرمان ہے) اچھے عمال کرو جو کچھ تم کرتے ہو، میں وہ جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھایا کرو۔ پھر حضور ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، بال پراگندہ اور غبار آلود، اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور اسے حرام کی غذا دی جاتی ہے، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے، عرض کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب!! تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا جو شداد بن اوس کی بیٹی تھی، سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے افطاری کے وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا جبکہ حضور ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف وہ آدمی واپس بھیج دیا۔ پوچھا یہ تمہارے پاس دودھ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کی: میری اپنی بکری کا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف پھر آدمی واپس کر دیا۔ پوچھا بکری تیرے پاس کہاں سے آئی؟ اس نے عرض کی میں نے یہ بکری اپنے پیسوں سے خریدی تھی۔ تو حضور ﷺ نے اسے پی لیا۔ جب اگلا دن آیا تو ام عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا جبکہ آپ ﷺ نے مجھے واپس کر دیا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا: مجھ سے قبل رسولوں کو اسی امر کا حکم دیا گیا تھا تو وہ پاکیزہ چیز ہی کھاتے اور نیک عمل ہی کرتے۔ (1)

امام عبدان ''الصحابہ'' میں حفص بن ابی جبلہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں جو اپنی والدہ کے ہاتھ کی کمائی (یعنی سوت کاتنے) سے کھاتے تھے۔ یہ روایت حفص تابعی کی مرسل ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت حفص فزاری رحمہ اللہ سے اس کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم حلیہ میں ابو میسرہ سے وہ حضرت عمر بن شرحبیل سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے سوت کاتنے کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب میں حضرت جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ سے وہ حضرت ثابت بن عبدالوہاب بن ابی حفص سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے روزے کی حالت میں شام کی جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ کی خدمت میں تھوڑا سا دودھ پیش کیا گیا۔ پوچھا تمہارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ہماری اپنی بکریوں کا ہے۔ پوچھا جس قیمت سے بکریاں تم نے خریدی تھیں اس کی قیمت کہاں سے آئی؟ لوگوں نے بتایا اے اللہ کے نبی! تم یہ کہاں سے سوال کرتے ہو۔ فرمایا: ہم رسولوں کی جماعت ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پاکیزہ چیزیں کھائیں اور نیک اعمال کریں۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 140، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 37

3۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 59 (5769)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

نہیں آئے مگر انہوں نے مجھے دو دعائیں کرنے کو کہا: اے اللہ! مجھے پاکیزہ رزق عطا فرما اور مجھے نیک کام کرنے کی ہمت دے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم رسولوں کو تھا، پھر عام لوگوں کو فرمایا اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (الانبیاء: 92) یعنی تم سب کا دین ایک ہے۔

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۵۴﴾

"لیکن کاٹ کر بنا دیا انہوں نے اپنی دینی وحدت کو باہمی اختلاف سے پارہ پارہ ہر گروہ اپنے نظریات پر مسرور ہے۔ پس (اے محبوب!) رہنے دو انہیں اپنی مدہوشی میں کچھ وقت تک۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زُبُرًا سے مراد کتابیں ہیں (1) حضرت حسن بصری نے کہا: انہوں نے کتابیں پارہ پارہ کر دیں، ان میں تحریف و تبدیلی کر دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے زُبُرًا کا معنی اللہ کی کتابیں نقل کیا ہے۔ انہوں کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (2) حِزْبٍ کا معنی ٹکڑا ہے، یہ اہل کتاب تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن منذر سے فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد ہے کہ انہوں نے جو ادیان میں اختلاف کیا۔ حِزْبٍ سے مراد جماعت ہے۔ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ وہ اپنی رائے پر خوش تھے۔ (3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَمْرَتِهِمْ کا معنی گمراہی اور حِيْنٍ کا معنی موت نقل کیا ہے۔ (4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے حَتّٰى حِيْنٍ کا معنی بدر کا دن نقل کیا ہے۔

اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

"کیا یہ تفرقہ باز خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مدد کر رہے ہیں مال و اولاد (کی کثرت) سے تو ہم جلدی کر رہے ہیں انہیں بھلائیاں پہنچانے میں؟ (یوں نہیں) بلکہ وہ (حقیقت حال سے) بے خبر ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَحْسَبُوْنَ میں ضمیر سے مراد قریش ہیں۔ نُمِدُّهُمْ کا معنی ہے ہم انہیں عطا کرتے ہیں اور نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ کا معنی یہ ہے کہ ہم ان کے لیے بھلائی کے کاموں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ بھلائی کے کاموں میں ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور ہی نہیں رکھتے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 38
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 39
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 40
5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم کے ساتھ ان کے اموال اور ان کی اولادوں میں خفیہ تدبیر کی۔ اس وجہ سے لوگوں کا ان کے اموال اور اولادوں کے ساتھ اندازہ نہ لگاؤ بلکہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ ان کی قدر و منزلت کا اندازہ لگاؤ۔

ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ پڑھا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسریٰ کے سامان کا تھیلا لایا گیا اور اسے حضرت عمر کے سامنے رکھ دیا گیا جبکہ لوگوں میں سراقہ بن مالک بھی تھے۔ حضرت عمر نے کسریٰ کے دو کنگن لیے اور انہیں سراقہ کی طرف پھینکا، سراقہ نے کنگن لے لیے اور ہاتھوں میں پہن لیے۔ دونوں کنگن اس کے کندھوں تک جا پہنچے اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں جو بنو مدلج کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر کہا اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تیرا رسول اس امر کا حریص تھا کہ وہ وہ چیز پائے جسے وہ تیری راہ اور تیرے بندوں پر خرچ کرے مگر تو نے اس سے روکے رکھا، یہ محض تیرا کرم اور احسان تھا اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیری خفیہ تدبیر ہو۔ پھر ان دونوں آیات کی تلاوت کی۔

ابن ابی حاتم نے یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی نازل کی میں اس میں پاتا ہوں کیا میرا بندۂ مومن اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میں اس کے لیے دنیا پھیلا دوں جبکہ وہ اسے مجھ سے دور کرتی ہے یا میرا بندۂ مومن گھبراتا ہے کہ میں اس سے دنیا قبض کرلوں جبکہ یہ چیز اسے میرے قریب کرتی ہے۔ پھر یہ دو آیات تلاوت کیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

"بیشک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں بناتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہیں (اس خیال سے) کہ وہ (ایک دن) اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی لوگ جلدی کرتے ہیں بھلائیاں کرنے میں اور وہ بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور ہم تکلیف نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 40

marfat.com
Marfat.com

دیتے کسی شخص کو مگر جتنی اس کی طاقت ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ بولتی ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن احسان وشفقت کو جمع کرتا ہے جبکہ منافق گناہ اور بے خوفی کو جمع کرتا ہے۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ .... رٰجِعُوْنَ تک تلاوت کی۔ جبکہ منافق کہتا ہے (انما اوتیتہ علیٰ علم عندی) القصص: ۷۸۔ (1)

فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے لغت خائفین میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کیا وہ آدمی جو چوری کرتا ہے، بدکاری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے، کیا اس کے باوجود وہ اللہ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں لیکن آدمی روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے وہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کی یہ عبادت رد نہ کر دی جائے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غلطیاں کرتے ہیں اور نافرمانی والے اعمال کرتے ہیں؟ ایک روایت میں یوں ہے: کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں۔ (3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کی تعبیر میں یہ روایت نقل کی ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کی یہ تعبیر نقل کی ہے: وہ خوف کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہی معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو دیا جاتا ہے وہ آگے عطا کر دیتے ہیں۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ (5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 42
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 427 (3486)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 43
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 418 (1977)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 41

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں اور ان کے دل قیامت اور حساب کے برے انجام سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں۔ مومن مال خرچ کرتا ہے جبکہ اس کا دل ڈر رہا ہوتا ہے۔(1)

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن اور قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ آیت یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا پڑھتے کہتے وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور انہیں جو عطا کیا جاتا ہے وہ آگے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عطا کرتے ہیں۔(2)

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ انہیں اللہ کے عذاب سے نجات بھی نہ دیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جونہی میں یہ آیت پڑھتی ہوں یہ آیت مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا کو مقصور پڑھا ہے (یعنی مجرد کے صیغہ سے پڑھا ہے جس کا معنی آنا ہے)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن اشتہ، ابن انباری نے مصاحف میں، دار قطنی نے افراد میں حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا کو پڑھتے یا الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا پڑھتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تجھے کیا قرأت زیادہ پسندیدہ لگتی ہے۔ میں نے کہا مجھے ان دونوں میں سے ایک دنیا و مافیہا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کونسی؟ میں نے کہا الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ یہ اسی طرح نازل ہوئی لیکن "ھجاء" حرف ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لیے اللہ کی جانب سے سعادت پہلے ہی مقدر کی جا چکی ہے۔(4)

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿٦٣﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 41 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 42 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 44

marfat.com
Marfat.com

"بلکہ ان کے دل مدہوش ہیں اس (خوفناک حقیقت) سے اور ان کے اعمال مومنوں کے اعمال سے مختلف ہیں، یہ (نابکار) ان برے کاموں کو ہی کرنے والے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَمۡرَةٍ کا معنی کفر اور شک نقل کیا ہے اور ان کے شرک کے علاوہ بھی برے اعمال ہیں جن کو کیے بغیر ان کا کوئی چارہ کار نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَلۡ قُلُوۡبُهُمۡ فِیۡ غَمۡرَةٍ مِّنۡ هٰذَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ قرآن سے اندھے ہیں، ان کے اور برے اعمال بھی ہیں جن کو لازمی طور پر کرتے ہیں۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَلۡ قُلُوۡبُهُمۡ فِیۡ غَمۡرَةٍ مِّنۡ هٰذَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے دل مومنوں کے اعمال سے غافل ہیں، ان کے اور اعمال بھی ہیں جو مومنوں کے اعمال سے برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ذکر کیا الَّذِیۡنَ هُمۡ مِّنۡ خَشۡیَةِ رَبِّهِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ﴿۵۷﴾ (المومنون) پھر کافروں کے بارے میں فرمایا: بَلۡ قُلُوۡبُهُمۡ فِیۡ غَمۡرَةٍ مِّنۡ هٰذَا وَ لَهُمۡ اَعۡمَالٌ یعنی ان کے اور اعمال بھی ہیں جن کے باعث انہیں یہ نام دیے گئے۔(2)

حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذۡنَا مُتۡرَفِیۡهِمۡ بِالۡعَذَابِ اِذَا هُمۡ یَجۡـَٔرُوۡنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجۡـَٔرُوا الۡیَوۡمَ ۟ اِنَّکُمۡ مِّنَّا لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۶۵﴾ قَدۡ کَانَتۡ اٰیٰتِیۡ تُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَکُنۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ تَنۡکِصُوۡنَ ﴿۶۶﴾ مُسۡتَکۡبِرِیۡنَ ۖ٭ۙ بِهٖ سٰمِرًا تَهۡجُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾

"یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے اس وقت وہ چلائیں گے۔ (ظالمو!) آج نہ چلاؤ تمہاری ہماری طرف سے آج کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ (وہ وقت یاد کرو) جب ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جایا کرتے تھے غرور و تکبر کرتے ہوئے (پھر صحن حرم میں) تم داستان سرائی کیا کرتے تھے اور قرآن کی شان میں بکواس کیا کرتے تھے۔"

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذۡنَا مُتۡرَفِیۡهِمۡ بِالۡعَذَابِ میں ھم ضمیر سے مراد بدری مقتول لیے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں (کفار کو) اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں قتل کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سرکشوں کو بدر کے روز تلواروں سے پکڑ لیا۔ جبکہ یہ مکہ مکرمہ میں گڑگڑاتے تھے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 46 ,45
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 419 (1978)
3۔ ایضاً، (1979)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 48

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے عذاب کا معنی بدر کے روز تلوار سے قتل کرنا لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مُتْرَفِیْھِمْ کا معنی (ان کے تکبر کرنے والے) کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدد طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم بیت اللہ شریف کے گرد بیٹھ کر قصہ گویاں کرتے ہو اور یاوہ گوئی کرتے ہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَنْكِصُوْنَ کا معنی تم پیچھے ہٹ جاتے تھے نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِیْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد بیت حرام ہے۔ اور ان کے قصہ گو کو کوئی خوف نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں امن دیا گیا ہوتا جبکہ عرب رات کے وقت قصہ گوئی اور مجلس کرنے والے کے بارے میں ڈرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے تھے۔ اہل مکہ کو جو امن نصیب تھا اس وجہ سے انہیں کوئی ڈر نہیں ہوتا تھا۔ تَهْجُرُوْنَ یعنی تم اللہ کے حرم میں اور بیت اللہ شریف کے نزدیک شرک کرتے ہو اور بہتان لگاتے ہو۔ حضرت حسن بصری اس کی یہ تعبیر کرتے تھے، تم اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کا مذاق اڑاتے ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِیْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد میرا حرم ہے اور تم قرآن، میرے ذکر اور میرے رسول کا مذاق اڑاتے ہو۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ہ'' ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کا حرم ہے، تکبر کی وجہ یہ ہے۔ کیونکہ حرم کی حدود میں ان پر کوئی غالب نہیں آیا۔(5)

عبد بن حمید نے ابو مالک سے قول نقل کیا ہے کہ وہ میرے حرم میں تکبر کرتے ہیں اور رات کو نامناسب باتیں کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تکبر کرتے ہیں سٰمِرًا کا معنی مجلس کرنے والا ذکر کیا ہے اور تم قرآن حکیم کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ہو۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِیْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن حکیم ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا معنی بتائیے فرمایا وہ لہو ولعب اور باطل باتیں کرتے تھے۔ پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَبَاتُوْا بِشَعْبٍ لَّهُمْ سَامِرًا اِذَا خَبَّ نِیْرَانُهُمْ اَوْ قَدُوْا

''انہوں نے اپنی گھاٹی میں رات باتیں کرتے ہوئے گذاری، جب ان کی آگ بجھ جاتی تو وہ اسے نئے سرے سے جلا لیتے''۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش بیت اللہ شریف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 50,52 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49,51,52
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کے اردگرد بیٹھ کر قصہ گوئی کرتے رہتے، اس کا طواف نہ کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش حلقے بنایا کرتے تھے اور بیت اللہ شریف کے اردگرد باتیں کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ کہا (بات یہ تھی) کہ مشرک رات کی قصہ گوئیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَهْجُرُوْنَ کو تاء کے فتحہ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ قصہ گوئی کرتے تو یاوہ گوئی کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق کو چھوڑتے ہیں اور حق کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو قصہ گوئی کو ناپسند کیا جانے لگا۔ اور ''بہ ضمیر'' سے مراد بیت اللہ ہے۔ وہ کہتے ہم بیت اللہ والے ہیں (یعنی اسی طرح وہ تکبر کرتے تھے)۔ وہ بیت اللہ شریف کو چھوڑے رکھتے (طواف نہ کرتے) اور اسے آباد نہ کرتے تھے۔ (2)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧١﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾

''کیا انہوں نے تدبر نہ کیا قرآن میں؟ یا آئی تھی ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی ان کے پہلے آباؤ اجداد کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 269 (2970)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 427 (3487)

marfat.com
Marfat.com

پاس۔ یا انہوں نے اپنے رسول (مکرم) کو نہ پہچانا تھا اس لیے وہ اس کے منکر بنے رہے؟ یا کہتے ہیں کہ اسے سودا کا مرض ہے (یوں نہیں) بلکہ وہ تشریف لایا ان کے پاس حق کے ساتھ اور بہت سے لوگ ان میں سے حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اگر پیروی کرتا حق ان کی خواہشات (نفسانی) کی تو درہم برہم ہو جاتے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔ بلکہ ہم ان کے پاس لے آئے ان کی نصیحت تو وہ اپنی نصیحت سے ہی روگردانی کرنے والے ہیں۔ کیا آپ طلب کرتے ہیں ان سے کچھ معاوضہ؟ (آپ کے لیے) تو آپ کے رب کی عطا بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اور بیشک آپ تو انہیں بلاتے ہیں سیدھی راہ کی طرف۔ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ راہ راست سے منحرف ہونے والے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر مہربانی بھی فرمائیں اور دور بھی کر دیں اس مصیبت کو جس میں مبتلا ہیں پھر بھی وہ بڑھتے جائیں گے اپنی سرکشی میں اندھے بنے ہوئے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَفَلَمۡ یَدَّبَّرُوا الۡقَوۡلَ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اگر قوم غور و فکر کرتی اور سمجھ بوجھ رکھتی تو اللہ کی قسم! وہ قرآن میں ایسی چیز پاتی جو انہیں اللہ تعالیٰ کی معصیت سے روک دیتی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اَمۡ لَمۡ یَعۡرِفُوۡا رَسُوۡلَهُمۡ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو پہچانتے تھے لیکن وہ آپ سے حسد کرتے تھے اور وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ اَهۡوَآءَهُمۡ میں حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلۡ اَتَيۡنٰهُمۡ بِذِكۡرِهِمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لیے واضح کیا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذِكۡرِ کا معنی قرآن لیا ہے اور اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا کا یہ معنی کیا ہے کہ ہم نے جو آپ کو دیا ہے اس پر آپ ان سے اجر طلب کرتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے خرج کا معنی اجر نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خرج اور اس سے قبل جو قصہ مذکور ہے وہ قریش کے کفار کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خرجاً کو الف کے بغیر اور فَخَرَاجُ رَبِّكَ میں الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے صراط مستقیم کا یہ معنی نقل کیا ہے، کہا اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ کے نبی ایک آدمی سے ملے، اس سے کہا اسلام قبول کر لو۔ یہ چیز اس کو بڑی مشکل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 55

marfat.com
Marfat.com

لگی اور گراں گزری۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا مجھے بتاؤ اگر تو ناہموار راستہ پر ہو اور تو ایسے آدمی کو ملے جسے تو جانتا ہو، اس کا نسب بھی پہچانتا ہو وہ تجھے ایک کھلے ہموار راستے کی طرف بلائے، کیا تو اس کی پیروی کرے گا؟ اس نے کہا جی ہاں، میں ایسا کروں گا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بیشک اگر تو اس راستہ پر ہوتا تو اس وقت تو اس سے بھی زیادہ پیچیدہ راستہ میں ہے اور میں تو اس راستہ سے بھی زیادہ آسان اور ہموار راستہ کی طرف بلا رہا ہوں اگر تجھے اس راستہ کی طرف بلایا جاتا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کو ملے، فرمایا اس کو قبول کر لے اسے یہ چیز بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا بتاؤ تیرے دو نوجوان ہوں، ان میں سے ایک بات کرے تو سچ کہے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے واپس کر دے۔ دوسرا تجھ سے بات کرے تو جھوٹ بولے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے۔ تو وہ خیانت کرے اس نے عرض کی کیوں نہیں، میرا نوجوان تو وہ ہے کہ جب بات کرے تو سچ کہے، جب میں اس کے پاس امانت رکھوں تو وہ مجھے ادا کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم بھی اپنے رب کے پاس ایسے ہی ہو گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ حق سے روگردانی کرتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ضُرٍّ کا معنی بھوک نقل کیا ہے۔(1)

وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾
حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾
وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا
تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ
هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا
تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا
مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

"اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب سے پھر بھی وہ نہ جھکے اپنے رب کی بارگاہ میں اور نہ وہ اب گڑ گڑا کر (توبہ کرتے) ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ سخت عذاب والا وہ اس وقت بالکل مایوس ہو جائیں گے۔ اور وہ وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل، لیکن (ان عظیم نعمتوں پر بھی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ اور وہ وہی ہے جس نے پھیلا دیا تمہیں زمین (کے اطراف) میں اور (انجام کار) اسی کی جناب میں اکٹھے کیے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے گردش لیل ونہار۔ کیا (اتنا بھی) تم نہیں سمجھتے ہو؟ بلکہ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو پہلے (کفار) کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا جب ہم مرجائیں گے اور بن جائیں گے خاک اور ہڈیاں تو کیا ہمیں پھر اٹھایا جائے گا؟ بلاشبہ یہ وعدہ کیا گیا ہم سے اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی آج سے پہلے (لیکن آج تک پورا نہ ہوا) نہیں ہیں یہ باتیں مگر من گھڑت افسانے پہلے لوگوں کے۔"

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد! میں تمہیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ہم نے علھز (1) کو خون کے ساتھ کھایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (2)

امام ابن جریر، ابونعیم نے "المعرفۃ" میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثمامہ ابن اثال حنفی کو جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو وہ مسلمان ہو گیا جبکہ یہ قیدی تھا۔ حضور ﷺ نے اسے آزاد کر دیا۔ یمامہ چلا گیا اور اہل مکہ اور یمامہ کے غلہ کے درمیان رکاوٹ بن گیا یہاں تک کہ قریش نے علھز کھایا۔ ابوسفیان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی: کیا آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کی آپ نے تو آباء کو تلوار سے اور بیٹوں کو بھوک سے مار ڈالا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ آیت کو نازل فرمایا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عذاب کا معنی خشک سالی اور بھوک نقل کیا ہے۔

امام عسکری نے "المواعظ" میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دعا میں تواضع اختیار نہیں کی اور نہ خشوع وخضوع اختیار کیا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع وخضوع اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر لیتا۔

ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ جب بادشاہ کی طرف سے تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ بھی ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ حمیت کی صورت میں نہ کرو بلکہ اس کا مقابلہ استغفار کی صورت میں کرو، عاجزی کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرو اور یہ آیت وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ تلاوت کی۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَذَابٍ شَدِيْدٍ کا معنی وہ عذاب لیا ہے جو غزوۂ بدر میں گزر چکا ہے۔ (5)

1۔ ایسا کھانا جو خون اور بالوں سے بنایا جاتا ہے۔ (مترجم) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 58 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 57

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے عَذَابٍ شَدِيدٍ کا معنی بدر میں شکست لیا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عَذَابٍ شَدِيدٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کو جو بھوک کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے علاوہ انہیں جو مصائب دیکھنے پڑے۔(2)

قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ
قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ
لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُونَ ﴿٩٠﴾ مَا
اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ إِلٰهٍ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلٰهٍۢ بِمَا
خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٩١﴾ عٰلِمِ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٩٢﴾ قُلْ رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا
يُوعَدُونَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٩٤﴾ وَإِنَّا عَلٰى أَنْ
نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُونَ ﴿٩٥﴾

"(اے حبیب) آپ پوچھیے کس کی ملکیت ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو۔ وہ کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔ پوچھیے کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور (کون ہے) مالک عرش عظیم کا؟ وہ کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ فرمایئے تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ آپ پوچھیے وہ کون ہے جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی کامل ملکیت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے (جسے چاہے) اور پناہ نہیں دی جاسکتی اس کی مرضی کے خلاف (بتاؤ) اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ وہ کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی ہی شان ہے۔ فرمایئے پھر کیسے تم دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے پہنچا دیا انہیں حق اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ نہیں بنایا اللہ نے کسی کو (اپنا) بیٹا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ لے جاتا ہے خدا اس چیز کو جو اس نے پیدا کی ہوتی اور غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے وہ خدا ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 57
2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

دوسرے پر۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان تمام (نازیبا) باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو، پس وہ بلند ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔ آپ یہ دعا مانگیے: اے میرے پروردگار! اگر تو ضرور مجھے دکھانا چاہتا ہے وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو میرے رب! (از راہ عنایت) مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور ہم اس بات پر کہ دکھادیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے قادر ہیں۔''

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ہر جگہ الف کے بغیر ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عاصم جحدری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف ''امام'' میں جو لوگوں کے لیے لکھا گیا سب جگہ لِلّٰهِ الف کے بغیر ہے۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت اسد بن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ تینوں جگہ الف کے بغیر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن عتیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے مصحف میں تین جگہ لِلّٰهِ الف کے بغیر لکھا ہوا دیکھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لِلّٰهِ کو الف کے بغیر پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ کا معنی ہر شے کے خزانے کیا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾

دور کرو اس چیز سے جو بہت بہتر ہے برائی کو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمہیں جو اذیتیں دیتے ہیں ان سے اعراض کیجئے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عطاء سے هِيَ اَحْسَنُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: سلام کے ساتھ بدلہ دیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! وہ گھونٹ کتنا اچھا ہے جو تو پیتا ہے جبکہ تو مظلوم ہو، جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ بھلائی کے ساتھ شر پر غالب آئے تو وہ ایسا کرے، اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کے بارے میں ایسی بات کرے جو اس میں نہیں تو جواب میں وہ یوں کہے: اگر تو جھوٹا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 63، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

کہ وہ تجھے بخش دے اور اگر تو سچا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''الادب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں جبکہ وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اپناتے ہیں جبکہ میں ان کے ساتھ حلم کرتا ہوں۔ فرمایا اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے گویا تو انہیں اکتا دینے والے عمل کے پیچھے لگائے ہوئے ہے۔ جب تک تو اس حال پر رہے گا تو ان کے خلاف اللہ کی جانب سے تیرے ساتھ مددگار رہوگا۔

وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾

''اور کہیے میرے رب! میں پناہ طلب کرتا ہوں تیری شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں میرے رب اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند کے وقت ڈر سے بچنے کے لیے کلمات سکھاتے ہیں ''بِسْمِ اللهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں اللہ کے غضب، اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وساوس اور ان کے حاضر ہونے کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے اَنْ يَّحْضُرُوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میرے معاملات میں سے کسی چیز میں حاضر ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وحشت محسوس کرتا ہوں تو فرمایا تو کہہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ۔ تو وہ تجھے کوئی تکلیف نہ دے گا اور اس کے لائق ہے کہ وہ تجھے تکلیف نہ دے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٠٠﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 181، دار صادر بیروت

marfat.com
Marfat.com

''یہاں تک کہ جب آئے گی ان میں سے کسی کو موت تو وہ (بصد حسرت) کہے گا: میرے مالک! مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے شاید میں اچھے کام کروں اس دنیا میں دوبارہ جا کر جسے میں ایک بار چھوڑ آیا ہوں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک (لغو) بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جب وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔''

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کافر کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے مالک! مجھے واپس لے چلو تا کہ میں توبہ کروں اور نیک اعمال کروں تو اسے کہا جاتا ہے جتنی تیری عمر تھی تو نے اتنی عمر گذار لی۔ تو اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے تو وہ مصیبت زدہ کی طرح سوتا ہے اور گھبراتا ہے، زمین کے کیڑے مکوڑے جیسے سانپ اور بچھو اس کا قصد کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبور میں سے نافرمانوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ان کی قبروں میں سیاہ سانپ داخل ہوتے ہیں۔ ایک سانپ اس کے سر کے پاس اور ایک سانپ اس کے پاؤں کے پاس ہوتا ہے۔ وہ اسے ڈستے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے وسط میں جا کر مل جاتے ہیں۔ یہی وہ برزخ کا عذاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ موت کا ذائقہ چکھنے سے قبل اس کو دیکھ لیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ مومن جب فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں: ہم تجھے واپس دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے غموں اور دکھوں کے گھر کی طرف بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو۔ رہا کافر تو وہ فرشتے کافر کو کہتے ہیں: ہم تجھے دنیا کی طرف واپس لے چلتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے لیے وہ تمام چیزیں جمع کر دی جاتی ہیں جو اسے حق سے روکتی تھیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہیں، اس وقت وہ یہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یہ عرض اس لیے کرے گا کہ شاید میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں عکرمہ رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن حسین رحمہ اللہ سے وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ کا معنی ان کے سامنے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے تک کیا ہے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے بَرْزَخٌ کا معنی میت اور دنیا کی طرف لوٹائے جانے کے درمیان رکاوٹ سے کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی دنیا اور آخرت کا درمیانی عرصہ لیا ہے، نہ وہ دنیا والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ کھائے پیئے اور نہ ہی آخرت والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے اعمال کی جزا دی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد دنیا و آخرت کے درمیان کا عرصہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد باقی ماندہ دنیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قبروں والے دنیا اور آخرت کے درمیان بَرْزَخٌ میں ہیں، وہ اسی برزخ میں رہیں گے یہاں تک کہ انہیں دوبارہ اٹھایا جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد قبور ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصخر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد قبروں والے ہیں، نہ وہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ وہ تا قیامت اس میں رہیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور سمویہ نے فوائد میں حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب اس میت کو دفن کیا گیا تو اس نے کہا یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک بَرْزَخٌ ہے۔(4)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالمحلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام شعبی رحمہ اللہ سے کہا گیا: فلاں آدمی مر گیا ہے۔ فرمایا: نہ وہ دنیا میں ہے اور نہ ہی آخرت میں، وہ بَرْزَخٌ میں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی موت کے بعد نقل کیا ہے۔(5)

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١٠١ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٠٢ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝١٠٣

"تو جب صور پھونکا جائے گا تو کوئی رشتہ داریاں نہ رہیں گی ان کے درمیان اس روز اور نہ وہ ایک دوسرے کے متعلق پوچھ سکیں گے۔ البتہ جن کے پلڑے بھاری ہونگے تو وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور جن کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 66 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو، وہ جہنم میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَآ اَنۡسَابَ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی زندہ باقی نہ رہے گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ پہلے نفخہ کے وقت ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا نسب اور رشتہ داری کا نہیں پوچھے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس روز کوئی کسی کا نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی رشتہ داری کی نسبت کرے گا۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت اور سورۂ صافات کی آیت وَ اَقۡبَلَ بَعۡضُہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ یَّتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ مختلف مقامات پر صورتحال ہوگی، جس مقام پر کوئی نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی ایک دوسرے سے سوال کریں گے اس وقت وہ گرے پڑے ہوں گے، وہ پہلا نفخہ ہے۔ جب دوسرا نفخہ ہوگا وہ اٹھیں گے اور ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جب وہ سوال نہیں کریں گے: یہ اس وقت ہوگا جب پہلا نفخہ ہوگا اور زمین پر کوئی چیز باقی نہ بچے گی اور جہاں تک سورۂ صافات کا تعلق ہے تو جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔(4)

امام ابن مبارک نے "زہد" میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا۔ اور ایک میں یوں الفاظ ہیں: اگلے پچھلے لوگوں کی موجودگی میں ایک مرد یا ایک عورت کا ہاتھ پکڑا جائے گا۔ یوں ایک منادی کرنے والے اعلان کرے گا: جس کسی کا کسی پر حق ہو تو وہ حق لے لے، اللہ کی قسم! جس کسی کا اپنے والد اور اپنی بیوی پر حق ہوگا اگرچہ چھوٹا ہی ہو تو وہ بڑا خوش ہوگا۔ اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز انسان کو سب سے زیادہ غضبناک یہ چیز کرے گی کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اسے پہچانتا ہو کیونکہ وہ اس چیز سے ڈرے گا کہ کہیں وہ اس سے کوئی مطالبہ نہ کردے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: یَوۡمَ یَفِرُّ الۡمَرۡءُ مِنۡ اَخِیۡہِ ﴿۳۴﴾ (سورۂ عبس)۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 67	2۔ ایضاً	3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 68
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 67	5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 68	6۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام احمد، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نسب، میرے سبب اور سسرالی رشتہ کے سوا ہر رشتہ ختم ہو جائے گا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نسب اور سسرالی رشتہ کے سوا ہر نسب اور سسرالی رشتہ قیامت کے روز ختم ہو جائے گا۔

تَلۡفَحُ وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ وَهُمۡ فِيۡهَا كٰلِحُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَكُنۡتُمۡ بِهَا تُكَذِّبُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾

''بری طرح جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس میں دانت نکالے ہونگے۔ (اب منہ کیوں بسورتے ہو؟) کیا ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں تمہارے سامنے اور تم انہیں جھٹلایا کرتے تھے؟''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تَلۡفَحُ کا معنی تَنۡفَحُ ہے یعنی آگ ان کی ہڈیوں سے گودا نکال دے گی۔ (1)

امام ابن مردویہ اور ضیاء رحمہما اللہ نے ''صفۃ النار'' میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں آگ کی لپک پہنچے گی تو ان کے گوشت ان کے پٹھوں پر بہ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا تو جہنم ان کے گردن پکڑے گی اور انہیں آگ کی ایسی لپک دے گی جو ان کے گوشت کو ان کی ہڈی پر نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی پنڈلی پر پھینک دے گی۔ (2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں ایسی لپک پہنچے گی جو ہڈیوں پر گوشت نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی ایڑیوں پر پھینک دے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، ابو یعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حلیہ میں ابو سعید خدری سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آگ اس کے چہرے کو جلا دے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا یہاں تک کہ سر کے درمیان تک جا پہنچے گا اور اس کا نیچے والا ہونٹ ڈھیلا ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کی ناف تک جا ملے گا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی کو آگ کے پاس لایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا انتظار کرو یہاں تک کہ ہم تجھے تحفہ دیں۔ تو اس کے پاس سانپوں کے زہر کا پیالہ لایا جائے گا۔ جب وہ اس کے منہ کے قریب ہوگا تو اس کا گوشت علیحدہ جا پڑے گا اور ہڈیاں علیحدہ ہو جائیں گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 69
2۔ مجمع الزوائد، باب تلقی النار اهلها، جلد 10، صفحہ 711 (18586)، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 147، وزارت تعلیم اسلام آباد

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَهُمْ فِيهَا كٰلِحُوْنَ کا معنی ہے کہ کلوح الراس سے مراد پکنا ہے ان کے دانت ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے ہونٹ سکڑ جائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كٰلِحُوْنَ کا معنی ترش رو کیا ہے۔

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

"(معذرت کرتے ہوئے) کہیں گے اے ہمارے رب! غالب آ گئی تھی ہم پر ہماری بدبختی اور ہم گم کردہ راہ لوگ تھے۔ اے ہمارے مالک! (ایک بار) ہمیں نکال اس سے، پھر اگر ہم نافرمانی کی طرف رجوع کریں تو یقیناً پھر ہم ظالم ہوں گے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی وہ بدبختی جو ان پر لکھی جا چکی تھی ان پر غالب آ گئی تھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے تھے غَلَبَتْ عَلَيْنَا شَقَاوَتُنَا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں شَقَاوَتُنَا کے الفاظ ہیں۔

قَالَ اخْسَــُٔوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

"جواب ملے گا پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اس میں اور مت بولو میرے ساتھ۔ (تمہیں یاد ہے) ایک گروہ میرے بندوں میں سے ایسا تھا جو عرض کیا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں، سو تو بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک ڈالی جائے گی یہاں تک کہ یہ بھوک اس عذاب کے ہم پلہ ہو جائے گی جس میں وہ پہلے سے موجود تھے۔ وہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو ضریع دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ ہی بھوک کو مٹائے گا۔ وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے آنکڑوں سے ان کی طرف کھولتا ہوا پانی بلند کیا جائے گا۔ جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب پہنچے گا تو ان کے چہروں کو جلا دے گا۔ جب وہ ان کے پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹوں میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔ وہ کہیں گے جہنم کے داروغوں کو بلاؤ۔ تو وہ جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے اور کہیں گے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ

marfat.com
Marfat.com

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ (غافر) تو جہنم کے داروغے انہیں جواب دیں گے اَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿٥٠﴾ (غافر) تو یہ جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ تو وہ مالک کو بلائیں گے اور کہیں گے يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف:77) تو مالک انہیں جواب دے گا إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ (الزخرف) وہ کہیں گے اپنے رب کو بلاؤ۔ تمہارے رب سے بہتر کوئی بھی نہیں۔ تو وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ (المومنون) تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اس وقت وہ ہر چیز سے کمزور ہو جائیں گے۔ اس موقع پر انہیں چنگاڑ، حسرت اور ہلاکت میں جکڑ لیا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زہد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنمی مالک کو بلائیں گے يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف:77) وہ چالیس سال تک انہیں اس طرح رہنے دے گا انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا إِنَّكُم مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ (الزخرف) پھر جہنمی اپنے رب کو آواز دیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ﴿١٠٧﴾ (المومنون) اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے عرصہ کے برابر اسی طرح رہنے دے گا، کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اس کے بعد قوم مایوس ہو جائے گی۔ اب ان کے لیے نہیں ہوگی مگر گدھے جیسی ناپسندیدہ آواز۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جہنمی پانچ دفعہ آواز دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں چار کا جواب دے گا۔ جب پانچویں دفعہ آواز دیں گے تو بعد میں کبھی بھی بات نہ کریں گے۔ وہ عرض کریں گے رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ (غافر) پھر وہ عرض کریں گے ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ (غافر) پھر انہیں جواب دے گا فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا نَسِينَاكُمْ ۖ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ (السجدہ) پھر وہ عرض کریں گے رَبَّنَا أَخِّرْنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ (ابراہیم:14) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا أَوَلَمْ تَكُونُوا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ ﴿٤٤﴾ (ابراہیم) پھر وہ کہیں گے رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ (فاطر:37) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ پھر وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾ (المومنون) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اس کے بعد وہ کبھی بھی کلام نہ کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے: ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ (غافر) جہنم کے داروغے انہیں جواب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 73
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 429 (3492)، دار الکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

marfat.com
Marfat.com

دیں گے: جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب کچھ وقت بعد وہ انہیں جواب دیں گے تو جہنمیوں کو کہیں گے: فَادْعُوْا وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (غافر) پھر وہ جہنم کے خازن کو کہیں گے: يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف: 77) مالک چالیس سال تک انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (الزخرف) پھر یہ بدبخت اپنے رب کو آواز دیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون) اللہ تعالیٰ دنیا کے عرصہ کے برابر انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر اس کے بعد انہیں جواب دے گا اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ۔ (1)

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: اس سے قبل وہ کلام کریں گے اور جھگڑیں گے۔ جب آخری موقع ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ انہیں ہمیشہ کے لیے کلام سے روک دیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زیاد بن سعد خراسانی سے اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کے منہ بند کر دیے جائیں گے، اب ٹب کے بجنے جیسی آوازیں سنیں گے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اخْسَئُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم ذلیل و رسوا ہو جاؤ۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: جب جہنمیوں کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ختم ہو جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ان کے چہرے گوشت کے ٹکڑے جیسے ہو جائیں گے جن میں منہ اور نتھنے نہیں ہونگے، سانس ان کے پیٹوں میں آ جا رہی ہوگی۔ (3)

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے: اس آیت کے بعد ان کی جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

"تم نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس مشغلہ نے غافل کر دیا تمہیں میری یاد سے اور تم ان پر قہقہے لگایا کرتے تھے۔ میں نے بدلہ دے دیا انہیں آج ان کے صبر کا (ذرا دیکھو) وہی ہیں مراد کو پانے والے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سِخْرِيًّا یہ دو مختلف لفظ ہیں، سِخْرِیاً اور سُخْرِیاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (الزخرف: 32) کہا وہ انہیں مسخر کرتے ہیں، دوسرے جو ان کا مذاق اڑاتے ہیں وہ سِخْرِيًّا ہے۔ (4)

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 74 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 75

marfat.com
Marfat.com

''اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ذرا بتاؤ) کتنے سال تم زمین میں ٹھہرے رہے؟ کہیں گے ہم ٹھہرے تھے بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ آپ پوچھ لیں سال گننے والوں سے ارشاد ہوگا۔ تم نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا عرصہ۔ کاش تم اس (حقیقت) کو (پہلے ہی) جان لیتے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایفع بن عبد الکلاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب جنتیوں کو جنت میں داخل فرمادے گا اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کردے گا تو فرمائے گا: كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ تو وہ عرض کریں گے: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم نے ایک پورے دن یا دن کے کچھ حصہ میں جو تجارت کی ہے وہ کتنی اچھی ہے، تم میری رحمت، میری رضا اور میری جنت میں ہمیشہ کے لیے رہو۔ پھر جہنمیوں سے فرمائے گا: كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ تو جہنمی جواب دیں گے: لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں کتنی بری تجارت کی، میری جہنم اور ناراضگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَسْئَلِ الْعَادِّيْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ الْعَادِّيْنَ سے مراد حساب کرنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْعَادِّيْنَ سے مراد فرشتے ہیں۔ (1)

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾

''کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے (بے مقصد تخلیق سے) نہیں کوئی معبود بجز اس کے، وہ مالک ہے عزت والے عرش کا۔''

امام حکیم ترمذی، ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک بیمار کے کان میں أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾ وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾ آیت پڑھی تو تندرست ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تو نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ تو حضرت ابن مسعود نے اس کے بارے میں عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میرے جان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے! اگر کوئی یقین والا اس آیت کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔

امام ابن سنی، ابن مندہ اور ابونعیم رحمہما اللہ ''المعرفۃ'' میں سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ کیا، ہمیں حکم دیا کہ ہم جب شام کریں یا صبح کریں تو ہم یہ پڑھا کریں اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ ہم نے اسے پڑھا، ہم نے غنیمت حاصل کی اور ہم محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

''اور جو پوجتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بلاشبہ نہیں کامیاب ہوں گے حق کا انکار کرنے والے۔''

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے بُرْهَانَ کا معنی گواہ لیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بُرْهَانَ کا معنی گواہ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُرْهَانَ کا معنی دلیل نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ میں اِنَّ کے ہمزہ کو مکسور نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اَنَّ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر کا حساب ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوگا۔

وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

''اور (اے محبوب) آپ (یوں) عرض کرو میرے رب! بخش دے (میری گنہگار امت کو) اور رحم فرما (ہم سب پر) اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔''

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھایئے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا: یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 80

3۔ صحیح بخاری، باب الدعاء فی الصلوۃ، جلد 4، صفحہ 64، المطبعۃ المیمنیۃ مصر

marfat.com

Marfat.com